ڈاکٹر محمد افروز عالم
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، کشمیری یونیورسٹی، سرینگر

عورت سیمین دانشوار کے آثار میں

تلخیص: سیمین دانشور (۱۳۰۰-۱۳۹۰ش) فارسی ادب کی پہلی داستان نویس ہے جس نے اپنے معاصرین داستان نویسوں کے بیچ اپنی صلاحیتوں اور داستان گوئی کے معیار پر کھڑی اترتی ہے۔ اور انکے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے۔ اور اپنی زندگی کی طویل مدت سیاسی، اجتماعی اور ادبی تبدیلیوں کی گواہ بنتی رہی۔ اور ان مسالوں کا بہترین حصہ اپنے شوہر جلال آل احمد کے ساتھ گذاری ان دو شخصیت کی ساتھ نے ادب میں رسوالیس روشن فکری کا کولایا جو نا قابل فراموش ہے۔ اور وہ خصوصیات ہے جو انکے آثار میں نمایا نظر آتے ہیں۔

دانشور نے اپنی داستان میں نقوش نسوانی کو ھمیشہ اجاگر کیا ہے اور یہی وہ وجہ ہے جسکی وجہ سے انکے داستان کے کردار خواتین ہی نظر آتے ہیں۔ دانشور سے پہلے بھی نسوانی کردار ایرانی داستان میں ملتی ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اکے یہاں کردار کی حسن سلیقہ اور اسلوب ریائی زیادہ ہے اور حقوق نسواں کی زیادہ حامی رکھتی ہے۔ انکے یہاں عورتیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک جو حرف الحال ہو دوسری جو زحمت کش مفلوک الحال اور محروم نظر آتی اور اکثر یہ زحمت کش عورتیں طبقہ بالد کے گھروں میں کام کرتی ہیں اور انکی آسایش کی سارے سامان مہیا کرتیں ہیں چونکہ یہ دونوں طبقے باھمی ارطباط ہیں ہیں اس لئے اکثر زحمت کش دلسوزی اور دل آزاری کے شکار بنتی رہتی ہیں اور طبقہ متوسط کی عورتوں کو دانشور کی داستان میں بہت کم ہی جگہ ملی ہے۔ کیونکہ دانشور کی نگاہ ان دو طبقوں پر ہی زیادہ مرکوز رہی ہیں۔

کلیدی الفاظ:۔

سیمین دانشور، عورت، مقام زن، مثبت صفات، منفی صفات، سماجی، ثقافتی۔

سیمین دانشور ایران میں مشروطی انقلاب کے بعد کے قلمکاروں میں سے ایک ہے جو کہ پہلی ایرانی خاتون مصنفہ کی حیثیت سے ایرانی ادب جلوہ افروز ہوئی انکی پیدائیش ۱۸ بہیشت (۱۳۰۰ش ھ) شاعروں کا شہر سیراز میں ہوئی انکے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں اور وہ اہل ذوق ہنر پرور خاندان کی چشم و

Scanned by CamScanner

چراغ تھی۔

بلاشبہ سیمین دانشور مشہور ترین ایرانی داستان نویس ہے اور انکی نوک قلم کی قوّت سے ہر خاص و عام آشنا ہے اور وہ پہلی خاتون مصنفہ ہے۔ جنہوں نے افسانہ نگاری کو پیشہ کے طور پر شروع کیا، ان سے پہلے بھی کچھ مصنفہ تھیں جیسے اینہ پا کروان لیکن انکے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ایرانی خواتین افسانہ نگاروں مین صرف دانشور ہی ایسی افسانہ نگار ہے جس کے بارے میں بغیر اختلاف کے اس کو سبھی قبول کرتے ہیں کہ انہوں نے ہی نسوانی مسایل حقوق زنان کو ایرای ادب میں شامل کیا جو کہ ایرانی ادب میں خرق عادت سمجھا جاتا تھا۔ وہ کام جسکو فروغ فرخزاد نے شعر کے توسط ایرانی ادب میں انجام دیا تھا انہیں کاموں کو سیمین نے افسانہ نگاری کے ذریعے انجام دیا(۱)

عورتوں کے بارے میں گفتگو اور انکی نظریہ جو کہ انکی افسانوں میں وجود رکھتی ہے۔ بہت مشکل اور قابل اہمیت کام ہے جس پر بہت ہی عمیق مطالعہ اور سنجیدگی سے کوشش کی ضرورت ہے عورتوں کے مسایل تاریخ بشری ھمیشہ تمام مسایل سے اھم مانا گیا ہے۔(۲)

عورتیں تمام مختلف مواقع پر اس دنیا مین اپنے اعلیٰ مقام کا مظاھرہ کیا ہے اور پیدایش سے لیکر اپنی آخری عمر تک بلا تفریق زمان و مکان، مذھب و ملّت، رنگ، نژاد ذمداری کا بوجھ اپنے کندھے پر رکھی ہیں، نسل انسانی کی توسیع و تخلیق پھر انہیں اچھے اخلاق کے پروان چڑھانا اھم ترین ذمیداریوں میں سے ایک ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ سکتے ہیں زن ہے تو جہاں ہے اور اس کو قبول کرنے میں کوئی چون و چراء نہیں ہے در حقیقت جو تصّورات کے عورتوں کے بارے میں عموعاً رائج کہیں وہ اس سے زیادہ کہی حقدار ہے۔ کیونکہ عورتیں پوری تاریخ میں زیادہ تر مطلوح رہی ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھی گئی ہیں یا ایک ایسی شئی سمجھی گئی ہیں جنکی سماج میں بہت عزت افزایی نہیں گئیں۔(۳)

اگر ھم تاریخ کے اوراق کو گھنگالین گے تو پتہ چلے گا کہ پوری بشری تاریخ ان واقعات سے پر ملیں گے کہ کہیں عورتوں کی ناقدری کی گتیں تو کیس بچیوں کو زندہ درگور کیا گیا اور مشرات االاض کے مترادف انکا قتل اور نیست و نابود کولازم بجھا گیا وہیں دوسری طرف اسلام کی آمد کے بعد انہیں وجود مقدس، قبلہ گاہ، امیدیں اور آرزویں نام دی گئیں اور ان کے پیر کے نیچے جنت قرار دیا۔ اور کچھ زمانوں میں تجارتی مال سمجھ کر بازاروں نیلام کیا گیا۔

Scanned by CamScanner

دانشور کے آثار میں بھی اس طرح کے استارات ملتے ہیں اور اپنے افسانے میں دانشور نے پارسا عورتوں کے کاموں کے عین مطابق اسکا انجام اور اسکے خانوادہ کی سعادت کو بے شمار جگھوں پر لایا ہے تو وہیں بدکردار اور بے حیاء عورتوں کے انجام سے جو خانوادہ کی بدبختی ہوتی ہے اس سے بھی اپنے قاری کو روبرو کرنے کی کوشش کی ہے۔

مقالہ حاضر میں کوشش کی گئی ہے کہ عورتوں کا مقام جسکو کہ دانشور نے اپنی الگ الگ افسانے میں کردار کے طور پر پیش کیا ہے اس مثبت اثرات کو سامنے لاتی جائے اور انہیں سماج کیلئے نہایت ہی مفید اور اسکا اھم جزو گردانا جائے۔ دوسری طرح زشش کو بطور سماج کو درس دیا جائے۔ اس لئے یہاں یہ امر ناگزیر ہے کہ سب سے پہلے ھم دانشور کے ذریعے پیش کئے گئے عورتوں کے مثبت صفات کا ذکر کریں۔

مثبت صفات: اگرچہ سیمین دانشور کے آثار میں اکثر و بیشتر عورتوں کی کردار کو منفی بنا کر پیش کیا گیا ہے یہاں تک کہ شکل و صباحت کے حصاب سے بھی بدنما چھرہ اور غربت و افلاس دیدہ ستم رسیدہ ناکامی و اور فداکاری کو پیش کیا ہے تاھم انکے آثار عورتوں کے مثبت اوصاف وخصالیص سے خالی نہیں کئے اور جگہ جگہ اس اشارے ملتے ہیں۔

عورت اور عورتوں کے حقوق کی دفاع:

سیمین دانشور کے مطابق ایران کی پوری تاریخ میں ایرانی عورتیں زیادہ تر اپنی خانوادگی اور اجتماعی زندگی میں حقارت اور غم اندوہ کا شکار رہی ہیں۔ خود روران داستان گویی بسا اوقات وعجات و حادثات جسکا وہ حاصل رہی ہیں اسکو بھی ذکر کرنے سے گریز نہیں کیا ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ ان واقعات سے وہ منہ موڑ لے اور اپنے آثار میں وہ جہاں خوشی وشادمانی کا ذکر کیا ہے وہیں لحہ آفات کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً داستان ''سرگذشت کوچہ'' جسمیں دانشور نے جو عورت کی کردار مرتب کیا وہ خود ہے۔ جیسا کہ فرماتی ہے۔

''خانم چوں: پس این ھمہ زبون خارجہ وداخلہ می دونین، اگر ہے ماز نا کمک نکنین اگر بقول پسر مہ حق ماررو نگیرین، پس مایدہ اش چیہ؟ (۴)

دانشور کے افسانوں کی عورتیں اکثر لڑائی جھگڑوں میں نہیں پڑنی چاہے وہ مردوں کے ظلم ہوں چاہے بیگانوں کے ظلم یا حکومت کی جانب سے کوئی بجا قوت کا استعمال انکے آثار میں انکی سب سے

Scanned by CamScanner

معروف کتاب سووشو میں صرف ایک کردار ہے جس میں خانم فتوحی عورتوں کی آزادی کے بارے میں بات کرتے دکھتی ہے اومختلف مجلّد اور اخباروں حقوق زنانی اور ان پر کئے گئے مظالم پر باتیں کرتے دکھتی ہیں۔لیکن لوگ ان سے صرف نظر کرتے دکھتے ہیں انجام کار بھی مظلوم بنا کر باسپٹل تک ہونجا دیتیے۔کیا یہ ایک شخص کے رنوشت کا یہ ایک تلخ کیا یہ نہیں ہے کہ مردسالاری نظام کو ایک طرف قبول کرتی ہے اور دوسری طرف حقوق زنان کی بات کرتی ہے۔

''دخت فتوحی، زمانی کہ عاقل بود دست بہ قلمش خوب بود و مقالہ ھایی در بارۂ حقوق زنان و علیہ مظالم مرد در روزنامہ ھای محلّی می نوشت۔مجلّہ ای راھم راہ می برد کہ در آن دختران بہ بیداری می خواند''

(دانشور،۱۳۸۰،۱۰۷)

عورت، ماں کے پیکر میں:

دانشور اپنے آثار میں عورتوں کے بارے میں اپنی نظریات کو بیان کرنے میں لب سے مھم نقطہ نقش مادری کو دیا ہے ایک عورت کی فداکاری کا آخری مقام ہے کیونکہ وہ اپنی ھستی اور وجود کو اپنے نونہاں کیلئے مٹا دیتی ہے خلقت خداوندی کے ساتھ اپنی فداکاری مادری ملا کر خود ھر ھر مرحلہ میں ھزار تکلیفیں برداشت کرتی ہیں اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو پروان چڑھانے اور انکی پرورش میں کسی طرح کی کویی کوتاھی نہیں کرتی۔اسی فداکاری کو قرآن میں بھی بیان کیا۔حمت امہ کرھا(۵) اور اسی فداکاری کی اعجاز میں اولاد کو حکم ہوا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

اس فداکاری کی طرف دانشور نے سووشون میں دوجگہ اشارہ کیا ہے۔

''تمام زندگی من ھمین طور گذشتہ، من ھر روز.......ھر روز تو این خانہ، مثل چرخ چاہ می چرخم تا گلھایم را آب بدھم۔نمی توانم ببینم آنھا راکس مگر کرہ، من عین حسین کازرونی بادستھایم برای خود ھچے کاری نمی کنم........، من......نہ تجربہ ای۔نہ دنیا دیدنی

(دانشور....۱۳۸۰،۱۰۷)

دانشور ماں کی وجود کو مقدس قرار دیتی ہے اور کہتی ہے کہ انکی مھر و عاطت کی گود تحل و برد باری کا پہاڑ ہے جیسا کہ انکی تخلیق ''بی بی شھر بانو'' میں دیکھایی دیتی ہے جذباتی انداز میں لکھتی ہے کہ عورت اپنی مھر وی طفت کی وجہ سے اپنے بچوں کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔

Scanned by CamScanner